انتخاب

خیالی بڑے دن کی بڑی والی

حضرت صاحب! ایک لوگ برس دن تک اسد آمین کرتے کرتے ۲۵ دسمبر والے دن بڑی رات کی یہ وہ چھٹتے ہی بڑے دن کی صبح دیکھنی نصیب ہوتی وہ جو انتخاب سے کہا ہے ~

نوابی: مجھے شب وصل میں

کہیں صبح کی توپ چل جائیگی

تو ظلماتوں کے عوض تو ہمیں بھی کھٹنے میں آئیں - خاص بڑے دن کی دلداری نے آسمانی کشش کو بھی بہشت جشم بنا دیا - زمین والوں کو آسمان کے تارے بڑے دن کو تارے نظر آنے لگے - جھوٹے منہ کی بڑی بولنے جو زمین کی آسمان کی وہ بوچھاڑ - کر دل بے قابو ہو گیا - بڑے دن کی خوشی میں وہ خوش فعلیوں کا ہنگامہ برپا ہوا کہ لندنی بدلیاں ٹھنڈی سڑکوں پہ لفنگوں سے بچتا طوطہ پر پھیلائے سایہ چھڑکانے لگیں - ہندوستان کے ہم رنگے شکیلی بدلنے کے سایہ میں سر چھپانے نکل بھیجے لگے - بعض دستوں کے منہ میں بھی پانی بھر آیا - غرض یہ ہوئی کہ ملک میں پانی پانی تھا - شکوہ دکھولنے بلا کر اچھا ٹھنڈے کو تیار اور گیج نیلیاں جلا کر بلانا ہوا ہے - اصلی جو یہ کہ خوشی کا پہرا آ گیا - رات بڑھتے بڑھتے گھٹنے لگی - یہ کمالے زوال کے مقولہ پر شی رات ہوتے ہی ہولی رات شروع ہو گئی - گویا پھیپھے ٹوٹے نہیں سے - اس زمانہ میں یہ بل و تغار ہندوستانیوں کے نصیب مفلس قلاقتی کا مردہ دبے ہو سکتے ہیں کہ اپنی گلی میں نہیں سلتے منہ اٹھائے پھر کھلکھلاتے ہیں اور بہر و ھاکو تو سر لیکن اس دن بھی بھیاؤں کی زندگی شیطان کی آنت ہو کر دنیا داروں کے منہ لیتی رہتی ہے - پھر بھی دھکے کھاتے ہوئے پھرتی ہواؤں دھکیلے جاتے ہیں - اسلئے کہ زندگی امید پہ قائم ہے - اچھے زمانہ آنے کی امید میں آدمی ہر سال تنخیں بجانے اور سالگرہ کرنے کو موجود ہو جاتا ہے - بھلا کچھ ہوئی کہ تہوار ہواروں کا اور دین ایمان اور جی حق ہے نہ جھگڑا کا چٹنے ٹکی کا - نکھ مختوں بھی فاختہ اور گوشت میوے کھائیں، الہی گھلتا اس بڑے دن میں بہتی ہے - جنکا خوشی کا دن وہی غریبوں سے انعام کے خواہاں - دوسروں کی خوشنودی مزاج حاصل کرنے والے کر

جنکے گھر میں بھری بھانگ بھی نہیں اور کبھی کسی دن تک منہ میں گوشت کے کھیل بھی نہیں جاتی بڑے بڑے کھیل تماشے جان پر کھیل کے دکھاتے ہیں - اور وہیں انہیں کو ڈالی بانٹ کھاتے ہیں - یہ ترترکاریوں اور کابلی میوہ جات کے علاوہ انگریزی - ہندوستانی شرابیوں سے ڈالی کر خلع نبات کا قند گاو دنا جنگلیوں پر مٹھائیاں لگنے سے کہا جہاں کے کندھوں پہ دھول سہ سوجتے ہیں - کہیں بچوں کے کھیلنے کو ڈھیر کے کھلونے ڈال دیئے گئے تو سب کلارت مونٹے دیتے بیٹھ گئے - وہی بات ہوئی کہ مرغی اپنی جان سے گئی کھانے والے کو مزا ہی نہیں آیا - مگر یہ خدا ایسا ہے کہ منہ دیکھے کی شرم یا پاک محبت سے مجبور ہو جاتا ہے - بعض زیادہ بھیلی باتیں سنا کے دل خوش کرنے والے خشک خطاب کی امید دلا کے اپنی کارروائی کر لیتے ہیں - بڑے دن بعد بہت سے سر پھٹے اور بہت سے جوتے پٹتے دکھائی دینگے - مگر انتخاب کو کیا جو کسی کو کہیں کہ یہ کرو وہ نہ کرو - کہیں بڑے دن کے انعام خواہوں کا صبر بے صبری سے انتخاب کی گھٹری پہ نہ پڑے - کیونکہ لیتے دیتے بھاجی مارنے والے کو لوگ کہا کرتے ہیں کرو دھوندا اور پسنداری کا پیٹ پھٹے - ہم ترغیب دیتے ہیں کہ جاکٹ والوں کی پاکٹ سے خوش بھری کچھ بری نہیں بھلی ہے - کبھی نہ کبھی کام ہی آئیگی - گو منہ کھلنے آنکھ بچائے ~

اے ہمنوا چمن کی ہوا ہی بدل گئی + مدت سے طرز نغمہ سرا ہی بدل گئی

کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے

حضرت یہ اسلئے کہ جھوٹوں کے استاد ہی بہت دنوں جیتے رہے - تو کیا انکا کالا جھوٹ کیونکر چلتا اس میں بھی ہزاروں عیب نکل آئیں - ہاں سفید جھوٹ سفید رنگ کی طرح کھلتی ہے - وہ رہے اوپر رہے - جہاں زمانہ کی الٹ پھیر نے یعنی انقلاب نے ~

قلب قلب قلب را بر قلب قلب قلب زن

کو فروغ دیا ہے - وہاں سچ کے آگے سفید جھوٹ کو بھی فروغ دیا ہے - جھوٹ کے آگے سچ رو رہا ہے کی شکل اجل سچ ہو رہی ہے - کیوں ہے نہ سچ - سمجھے کہ ہندی کی چندی کرنے والے حضرت عقل کے پیچھے حضرت لٹھ لئے پھرتے ہیں وہ تو سمجھ ہی گئے ہونگے - مگر وہ کودن جو کوڑیوں کے بدھے ہیں - انکی سمجھ کے منہ لئے بغیر گذارا نہیں - سمجھے سنئے - آپنے گلسٹن کے ساپٹ زیور دیکھے جو پنجاب کا اشتہاری زرقہ آپکے ہاتھ میں دیکے بھول گیا ہے - سونے چاندی کے زیوروں کو بھی ماند کرتے ہیں - اور کبھی بات - پھر تو کوئی نئی بات نہیں - رونا تو اسپر آتا ہے کہ سرخ رنگ نے تہذیب کی بربادی کو القہ القہ افسوس الکھا ہے - اب کسی ذکر زنان کے گھر میں ادباد تو بھی دیکھنے نہیں ملتا

یاران ہم قالب

یاران ہم قالب کی تعداد میں ایک کا اضافہ

یا

عاشق مرحوم کا جانشین

یاران طریقت۔ قادیانی مسیح کی امت کو دن رات اندھا دھند . . . کی طرح بڑھتے پھیلتے دیکھکر گھبرائیے نہیں۔ دیکھئے آپکے پیرو مرشد مسٹر دہلی پنچ کی امت میں بھی بڑھوتری اور ترقی کے آثار پائے جاتے ہیں۔ سردست ایک کا اضافہ تو ہوہی گیا ہے۔ اور ایسا ایک اکیلا ہزار کے برابر ہے۔ کیونکہ نامہ نگاروں کی ذیل میں ہے۔ اگر خریداروں کے جھنڈ میں ہوتا۔ تو بلا مبالغہ ایک لاکھ کا مقابلہ کرتا۔

ارادہ تو یہ تھا کہ بدولت اس نئے دست خود کو اپنا جانشین بناکر کنارہ کش ہوجاتے۔ لیکن تاوقتیکہ یہ پہلوان تن تنہا اپنے چیلے چانٹوں سمیت ایک لاکھ کا مقابلہ کرلینے کے قابل ہوجائے۔ حضور اینجانب اس ارادہ کو ملتوی کرکے یاران طریقت سے انٹروڈیوس کراتے ہیں۔ اور انکے مرسلہ مضمون کی جانشینی دکھاتے ہیں۔

مشارٌالیہ حضور اینجانب علیہ الرحمتہ و الغفران کے ہموطن ہیں۔ ہمقوم ہیں ہم مذہب ہیں۔ دو بھتے ہیں۔ دریائے حیرت میں غریق ہیں۔ ہیں۔ ووم ہیں۔ غرضکہ ایسے ہی اور بہت سے تعلقات دنیوی ان سے وابستہ ہیں۔ آپ کا نام نامی فرزند رشید ہے۔ عرصہ ایک سال کا ہوا۔ جبکہ یہ حضرت عین جولائی کے مہینے میں جُلاہے کی طرح تانے بانے میں اُلجھکر بدحواسی میں گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔ بمبئی ہوکر پنچ بہادر کے دفتر میں حواس کے تانے بانے کو درست کرکے اب جو وہ پس آئے تو اس میں شک نہیں کہ حواس تو درست ہیں۔ مگر حیرت مجسم بن گئے ہیں۔ شاید یہ مرزا حیرت کے حیرت انگیز اجتہاد کا اثر ہو۔ آپ ایک مضمون سال نو کی پیشگوئیوں کے متعلق میرے پاس بھیجتے ہیں کہ دہلی پنچ میں درج کرا دیا جائے۔ اور بعض مقامات پر اصلاح کی بھی تمنا کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ مضمون نویسی میں حضرت دیچ کا تتبع کیا گیا ہے۔ لہٰذا اصلاح کا بار بھی دیچ کے کندھے ہی پر رکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ہاں بدولت کہیں کہیں نوٹ کئے دیتے ہیں۔ جنکا مطلب تو وہی سمجھینگے۔ مگر یاران ہم قالب کے لئے بھی خالی از لطف نباشد

سال نو کے متعلق پیشگوئیاں

راقم حضرت عاشق از دہلی

ہیلو۔ مسٹر پنچ اگر بات دیکھئے پہلے قدم پر خونی گھوڑے کی ٹاپ ہے) چوبگتے سال کی آمد آمد ہے بدولت کل رات جو کالیبا اٹھا۔ تو بان کی دھونی سلگائی۔ اور کوئی سوا دو گھنٹے ساڑھے سات منٹ۔ پینتیس سکنڈ مراقبے میں رہے۔ چنانچہ نیو ایر (سال نو) کیلئے (اسلئے مفصلہ ذیل احکام صادر ہوئے۔ جو اینجانب نے جلدی سے پتلون کی پاکٹ میں سے استرہ نما پنسل نکالکر ٹانک دئے۔ یہئے۔

جنوری میں تمام پنچری زندہ جانور ہوجائے۔ گرمی اور آتشک سے بمبئی کی رنڈیاں جنسری (بھٹنے سے بری) ہوجائیں۔ یعنی بری سے۔ مایوس (مشرکے پردہ نشین بنکر تیر اندازی نہ کریں)

فروری میں حسینان مہجبیں اپنے جلتے بالوں سے زہد اختیار کریں۔ دلبروں کی پنی (دھیں) براری ہے سکتے نہ دو روز انہیں کارلائیں۔

مارچ میں ہندوستان کے طاعون جو ہے روس کی طرف ذیل مارچ کریں۔ بادہم (پیچارا امیر) ہوجائیں (بشرطیکہ نار کشی کرنے لگیں)

اپریل میں زمین کے اپ (اوپر) ریل چلے۔ جس میں صرف پنچ کے نامہ نگار سوار ہوکر سیر کیا کریں۔ جبھی اپنے نامہ نگاری اختیار کی ہے کوئی گاڑی دیکھیں

مئی میں سب رنڈیاں بہشتی ہوجائیں۔ جو باقی رہیں۔ وہ عیاشوں کی طرح نابود اور عابد پرستی اختیار کریں۔

جون میں زمانہ نئی چون پہنے گا۔ آپ بھی نہ کہیں چون بنا لینا جون کیمبر ہوجائیگی

جولائی میں موجود آدمی کماکو اٹھائے رنڈی بازی میں آنا سکھا کوئی شعلہ ہو ہے کر جائے (مجرب ہوگا) جولائی کا ساگ ہلکا ہوگا (مگر جلاہوں کی خرچ میں فرق ملے)

اگست میں اگس گس بیڑا پار۔

ستمبر بروزن ستمگر۔ نازنینان بمبئی ستمگری میں شہرہ آفاق ہوں۔

اکتوبر میں نیم حکیموں اور ڈاکٹروں کے منبر پر اک دیک) تو ٹیا ہو جائے بدولت کی ساڑھے انیس مرادوں میں سے اک تو بر آئے۔ (دوست صبر کرو۔ ساری مرادیں بر آئینگی)

نومبر میں میجروں اور منشوں کی نوم ہی برطرف (الحق جو انجام)

دسمبر۔ شتا بخیر با بسلامت ہ

راقم رمال الملک نجیم الدولہ مسٹر کے۔ ی بیسل نیو بی۔ ایس۔ سی۔ ڈبلیو۔ ایکس۔ وائی۔ زیڈ

بقلم حیرت لدھیانوی

کل رات مکے دو بجے جوش مرارت نے کچھ ایسا محو حیرت و خفاقی الخلقت بنا دیا کہ سارا فضل و حل ... دماغ شریف میں مشہور کوئی والا ایک بیہیں جھگڑا قرص نکل گیا اور بعض نعمت ہے ... ڈر تے تھے کہ میرا مجھکو ناک منہ بند ہو گئے گرگابوں میں ٹیلیگراف کی تلیاں چڑھ گئیں - کوئی سوا دو منٹ کے بعد ایک ایسی سریلی و دلکش گت کی آواز دماغ میں گونجنے لگی کہ بے اختیار منہ سے نکل گیا سے

جب تک کہ دل کی کلی کھل جائے

او واہ سے واہ اے گت چلی جائے

اسی میں ایک مسجد وار آواز نے خلیل نجم غلام اور نجمن داؤدی کے ساتھ سنائی دیا - مولوی صاحب آپ ہی کا لطف انجمن اور ... نمبر تو اور ضرور دیں ؎

(یہ جوار زبان کا چٹخارہ)

اگر من بازی میں نہیں کوئی ایسا + اک فضل تیرے ہے پھیر تا پری
وسیان ... میں جو ... + تیر ... الحاشیہ ...

ایک عجیب ڈرامہ جو بنظر اختصار درج نہیں کئے گئے - ارشاد ہوا تو انتظار ہے کہ جائینگے -

ایک ختم ہوتے ہی ایک ... آواز سبحان اللہ - حق حق ... مرحبا مرحبا - (جزاک اللہ فی الدارین خیرا - ... ہی ایک عجیب جوار کی ... - الغرض جسکے نعروں سے دماغ شریف بھنا گیا - کرنا گاؤ سازوں کے بجنے کی سی آواز آئی کہ خدا معلوم جوش تپ درون یا سرور و مو فور کے باعث سے

تھی وہ اپنی شکست کی آواز

الغرض جسم و بدن میں سنسنا ہٹ سی گئے کی آواز سے آنکھ کھلی تو دیکھا - کہ چند دلکار اور کوئی چار پائی سے تو شک ... پر رضائی - واہ واہ خالی پڑی ہے -

اسی دُھن میں امشب کے بعد پھر آنکھ لگ گئی - اوہو کیا نور کا دریا لہریں لے رہا ہے - دماغ برقی روشنی سے بقعۂ نور بن رہا ہے - اور میرا جسم دلکش سر دو جا رہا - اور ... جو برقی شرارے نکل رہے ہیں - انکی اجازت سے حقہ ٹیلیگراف کی ڈگی سے خارج ہو رہی ہے بغیر کوئی مفہوم ہوا +

فصلی بخار یا فصلی ٹیر

اسال ... جنگلی ابخارنے + اُلو بنایا سب کو بنایا بخار نے
جنگل چلے دشمنوں کو جنگل بنا دیا + ایسا ٹیر اپنا اڑایا بخار نے
دیکھو چلے العلاج مریضوں کی فوج کا + ڈسپنسری ... دھاوا کرایا بخار نے
لالہ میں اک طرف پڑے پائے لکارتے + لالہ کی ماں کو آن دبایا بخار نے
بابو سے پیٹ ہو بنا انجن کلیس کا + گرمی سے اور ٹیم بڑھایا بخار نے
مت انکھوں میں پیٹ کی ... ٹر گیا + کیا ہندو کا نقشہ دکھایا بخار نے
بکری گئی ہے ... تو ... + رگڑا ہے مجکو کہتی ہے آیا بخار نے
سٹر بھی ایک طرف ہیں پڑے ... + لو دیے انکو خوب بتایا بخار نے
اے یار و تپ کبھی ... + یوں ہند میں جو ڈیرہ جمایا بخار نے
آؤ بتائیں ہم یہ سمجھا نہیں کوئی + ان ٹمپریچر سے خوب تپایا بخار نے
مامون ... نہیں خالی ہوتے کے + ہاتھ عزرائیل کا ہے بتایا بخار نے
... چرس ... + اپنا ... خوب بڑھایا بخار نے
ہند کا ... اور مستعمل نہیں + مغرب وطن کو جا دوں سنایا بخار نے
عطار کی دکاں پہ ہر سیلہ کی جہل پہل + تانتا مریضوں کا یہ لگایا بخار نے
اک شیشے سے نکلتے ہیں ... جہاں کوئی + کیا بھیس مٹی کا بکس بنایا بخار نے
ہے عاشقوں کو شربت ... + نسخہ یہ ڈاکٹر کو بتایا بخار نے
... صحت کے ... + آخر تمہیں بھی شعلہ گرایا بخار نے

راقم احقر الانام شعلہ لکھنوی

نوٹ - حضرت ہمیشہ مہربانی کرینگا + نوٹ

امرت بازار پتر کا کلکتہ لکھنے کو تو مشہور ہے ہی لیکن تعصب بھی غضب کا ہے - انجناب اپنے دو سالہ قیام کلکتہ میں ایڈیٹر صاحب سے اکثر ملتے رہے - ملنے کو خوب ملیگا - لیکن دل کی بات دل ہی میں رکھے گا - ابھی تھوڑا عرصہ ہوا کسی گڑھے ارشاد علی نامی نے مسٹر ... ڈپٹی کمشنر رائے پور (ممالک متوسط) پر بزدلانہ حملہ کیا - اسپر آپ تک تعصب چھلک کر فرماتے ہیں - کہ انگریزی - اب بھی ہوشیار رہوں - اور سان مسلمانوں کو نوکر نہ رکھیں - کہتا ہے یہ ذرا سوچنے کی بات ہے - گو یورپین مسلمانوں سے دوستی پیدا کریں - انکو اپنی عزیز بیوی کہیں - لیکن جس وقت مرنے مارنے پر تلینگے تو وہ بہ نسبت ہندوؤں کے یوروپینس کا تعاقب کرینگے - ابھی حضرت آپ بچے رہئے - ورنہ خیر نہیں ہے - یہ مسلمان بڑے بدمذہب جانگلو - خونی - ڈاکا اور شہزور ہیں +

حافظ محمد حسین صاحب ضیا مالک نور الانوار پریس میرٹھ نے انجناب کے پاس حسب معمول اپنی جنتری بابت سنہ ۱۹۰۲ء ارسال فرمائی ہے -

والسلام ایکے تو منصب کا نکھار اور جوبن ہے ۔ پھر وہ عہدہ کہ اصل ذیل ۔ اور مضامین کا انتخاب وہ لیجئے کہ دہی ولا ۔ دیکھتے ہی لوٹ پوٹ ہو گئے ۔ بس موتی پرو دئیے ہیں اگر سچ پوچھو ۔ قیمت و ملت کچھ نہیں ۔ صرف محصول کے ٹکٹ بھیجئے پھر پائی ۔ اور دیکھئے جنتری وہ آئی ۔ ایک بات خراب ہے اور غضب جانو ہم تصویر سے کھڑے کھو دیا ۔ پوچھئے وہ کیا ۔ یہ کہ بعض مضامین کا تصویر کی طرح آدھا دھڑ دکھا کر لکھ دیا ہے ۔ باقی آئندہ ۔

بس یہ غضب ہے ۔ اب سال بھر تک جیو تو پڑھو ۔ یہاں ایک گھڑی کا اعتبار نہیں ۔ دلگو دراز نہیں ۔ لہذا و لیس ۔ آئندہ سے باقی آئندہ غائب غلہ ہو جائے ۔ مضمون پورا دیا جائے ۔ اور کیا ۔

بقلم حشرات آدمیر شعبی ۔ از لکھنؤ

مولانا پنچ کی شکایت

حضرت فاقہ مستوں ۔ بھوکوں ۔ قحط کے ماروں کی ہائے وائے پر میاں رمضان شریف صاحب بھی جوں توں کر کے ۲۹ ہی روز کے بعد تشریف شریف کا ٹوکرہ اٹھا تو دو گیارہ ہوئے ۔ اب بچارے بھوکوں مصیبت کے ماروں کو رمضان کا بہانہ بھی نہ رہا ۔ یہ تو ہوا ہی تھا ۔ ایسے بے موقع موقع پر بی سردی خانم کا اور بھی باعث دشواری وہ وزاری ہوا ۔ شعبدہ دل کی اب ایک بھی چلتی نہیں ۔ وہ کچھ گرمی ہی کا زمانہ تھا کہ طرح طرح کے رنگت دار کپڑے ڈانٹ کر چوک پر ٹہلنے آ جاتے تھے اب دنوں تو کسی حلوائی یا نانبائی کی دوکان پر دامن بیٹھے منتظر آئیں گے ۔ اور کچھ نہیں تو یہی کہہ دینگے کہ لڑکے نے پیشاب کر دیا ۔ جیسے تمام تو پہلا گذری اور رات جاڑے میں گھس کر کٹی ۔ یہ تو یوں رہے ۔ کہ غریب حیادار تو یہ بھی کرنے سے گئے گذرے

بچارے کبھی ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہیں ۔ کبھی قسمت کا گلہ کرتے ہیں ۔ کوئی وقت زیادہ کو جگر تھام لیتے ہیں ۔ کبھی گھڑی اپنی مصیبت کی داستان دل دکھتے سر میں لاتے ہیں ۔ کبھی اللہ میاں پر آس لگائے سانس توڑتے ہیں ۔ اور جلدی صبح ہونے کی دعا میں رات گذار ڈالتے ہیں ۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ان کی مصیبت پر ہنسنے والوں کو رونا آتا ہے ۔ اور رونے والوں کو ہنسنا ۔ مگر یار ہم اگر لطف اٹھاتے ہیں ۔ کچھ تو جورو والے کہ رات بھر لپٹے لپٹ چپکائے تنہائی کے مزے لوٹتے رہتے ہیں ۔ اور ایسا بے خبر ہوتے ہیں کہ اپنی بھی خبر نہ رہے ۔ اگلے سے تو یہ ۱۴ گھنٹے والی رات بھی ۔ پھر ہو جاتے تو بغیر ایسی چار سے پانچ بجا دیں بھی انہیں حضرات کا ارشاد ۔ سنے رہتے ہیں ۔ ایسی بے خبری سے سوتے ہیں کہ بالکل حشر تک قسم ہے ۔ ریجاب کی منتظر آنکھیں تو آپ انتظار میں پتھرا گئیں ۔ مگر آپ ہیں کہ کان میں تیل ڈالے گپ چپ ۔ ۲ دسمبر کے بدلے تو ۲ دسمبر ہو آئے ۔ لیکن ۹ دسمبر والا ابھی تک نہ دکھایا ۔ کیچنیل ماسٹر صاحب نے مختصر تو نہ کر دیا ۔

بقلم اجمل سہسرامی

بیچی حضرت ۔ بی سردی خانم دھڑ دھڑاتی دھڑاتی دھما چوکڑی مچاتی آ گئیں ۔ اب تو بی حرارت جان ۔ بی شہرت جان ۔ بی تراوت جان ۔ بی ریاست جان ۔ بی الفت جان ہیں کہ مارے خوشی کے نہ ہاتی ۔ ملاتی ۔ تو تنگ دست باہر نکلتی ہیں ۔ انکو تو اپنے مطلب کی طلب سے مطلب ہے ۔ کوئی غریب مرے کہ ٹھٹھرے سردی میں عدم آباد ہی کو لبیک کیوں نہ کہے ۔ انکے کان پر جوں نہیں رینگتی ۔ وہ تو دن بھر ایسی گھور اندھار میں رہتی ہیں کہ کوئی انگ کا ادھا کا [illegible] کا بورا انکی خدمت میں خدمت گذاری کو بیٹھے ۔ پھر تو پانچوں انگلیاں گھی میں ۔ ایک دھیلا بھی بچا کر رکھ سکے ۔ اور نہیں تو پھٹا پرانا جوتا ہی اتار اپنے سرہانے رکھ لیں ۔ بقول شخصے بن گئے جنت کی لنگوٹی بھلی ۔ حضرت ریجاب تو گھبرا گئے ۔ وہ کیوں ؟ اس وجہ سے کہ اول تو سارا روپیہ رنڈیوں کے گھر چلا جاتا نظر آتا ہے ۔ دوسرے نیوں کے ظلم سے بالکل مسخانہ [illegible] کلکتہ وغیرہ چلا جاتا ہے ۔ ایسا قحط پڑا ہے کہ جو باہر کر تو یہ ہی بھلی ۔ چاول ۔ گیہوں ۔ چنا ۔ باجرا ۔ وغیرہ وغیرہ کی دھوائی سے تو بالیڈی روز بھی پناہ مانگنے لگی ۔ [illegible] ہیں کہ ستو باندھ کے پیچھے پڑے ہیں ۔ تیسرے ایک نئی وبا یہاں کی دنیا میں پھیلی ہے ۔ بیسے لوگوں کو کھٹ پٹنے کا اختیار حاصل ہوا ہے ۔ وہ کیوں ؟ اس باعث سے کہ ریجاب گپ چپ ہیں ۔ جب ہی تو بعض حضرات دن دہاڑے بھیا کا تو بڑہ ٹھاٹ [illegible] ہر سر سڑک [illegible] سیکڑوں گولیاں اڑا جاتے ہیں اور وہی [illegible] بے مرے رنگ دو بٹ الاپتے رہتے ہیں ۔ ریجاب سے تو چپ رہنے کی وجہ پوچھئے تو یہ ہے کہ اپنے جمع جتھے کی امانت کو سیونگ بنک میں رکھنا چاہتے ہیں ۔ مگر سیونگ بنک ہی نذر دو ۔ گشتاد پیچ ۔ جلد سیونگ بنک کھلواؤ ۔ سیونگ بنک تو دو [illegible] کیوں بھیا میرٹھی خفا تو نہ ہوئے ہو گے ۔ خیر دبے ادبی معاف ؟ ۔

راقم دہلی اخبار والا